Lesson 3: Al-A'araaf (Ayaat 40 - 53): Day 14 سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ الۡجَـنَّةِ اَصۡحٰبَ النَّارِ اَنۡ قَدۡ وَجَدۡنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلۡ وَجَدْتُّمۡ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمۡ حَقًّا‌ ؕ قَالُوۡا نَـعَمۡ‌ ۚ فَاَذَّنَ مُؤَذِّنٌۢ بَيۡنَهُمۡ اَنۡ لَّعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيۡنَۙ ﴿۴۴﴾

اور اہل بہشت دوزخیوں سے پکار کر کہیں گے کہ جو وعدہ ہمارے پروردگار نے ہم سے کیا تھا ہم نے تو اسے سچا پالیا۔ بھلا جو وعدہ تمہارے پروردگار نے تم سے کیا تھا تم نے بھی اسے سچا پایا؟ وہ کہیں گے ہاں تو (اس وقت) ان میں ایک پکارنے والا پکارے گا کہ بے انصافوں پر خدا کی لعنت ﴿۴۴﴾

اَب اس کانفرنس کال میں جنتی لوگ جہنمی لوگوں سے کہیں گے کہ ہم نے تو اپنے رَبّ کا وعدہ سچا پایا۔ ہمیں تو وہ سب نعمتیں اور خوشیاں مل گئی جن کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ تمہارے ساتھ کیا معاملہ ہوُا؟

جنتی جب جنت میں جا کر امن چین سے بیٹھ جائیں گے تو دوزخیوں کو شرمندہ کرنے کے لئے ان سے دریافت فرمائیں گے کہ ہم نے تو اپنے رب کے ان وعدوں کو جو ہم سے کئے گئے تھے، صحیح پایا۔ تم اپنی کہو! اس کے جواب میں مشرکین ندامت سے کہیں گے کہ ہاں! ہم نے بھی اپنے رب کے ان وعدوں کو جو ہم سے تھے سچ پایا۔

وہ کہیں گے کہ سب وعدے سچے ہیں۔ جن سے ہمیں ڈرایا گیا تھا وہ سب سزائیں اور عذاب یہاں موجود ہیں۔

پھر اسی وقت ایک منادی ندا کر کے معلوم کرا دے گا کہ ظالموں پر رب کی ابدی لعنت واقع ہو چکی۔ جو لوگوں کو راہ حق اور شریعت پر عمل سے روکتے تھے اور چاہتے تھے کہ اللہ کی شریعت ٹیڑھی کر دیں

تاکہ اس پر کوئی عمل نہ کرے۔ آخرت پر بھی انہیں یقین نہ تھا، اللہ کی ملاقات کو نہیں مانتے تھے اسی لیے بے پرواہی سے برائیاں کرتے تھے۔ حساب کا ڈر نہ تھا، اس لیے سب سے زیادہ بدزبان اور بداعمال تھے۔

پھر ایک پکارنے والا کہتا ہے کے ظالموں پر اللہ کی لعنت، یہ ظالم لوگ کون ہونگے؟ اگلی آیت میں دیکھتے ہیں۔

غور سے سُنیں۔ یااللہ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل نہ کرنا۔ آمین

الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۚ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ كٰفِرُوْنَ ﴿٤٥﴾

جو خدا کی راہ سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے اور آخرت سے انکار کرتے تھے ﴿٤٥﴾

لفظ صَدَّا میں روکنے والا اور رُک جانے والے دونوں معنیٰ آتے ہیں۔ لفظ سَدَّا میں بھی روکنا یا دوسرے معنیٰ دیوار۔ یہ لفظ ص اور س دونوں طرح سے آتا ہے۔

پہلا قصور یعنی خود بھی اللہ کے راستے سے رُک جاتے تھے اور دوسروں کو بھی روکتے تھے۔۔ اور دوسرا قصور کہ وہ اللہ کے دین میں پراپیگنڈے کرتے تھے۔ بحثیں کرتے تھے۔ تاویلات ڈھونڈتے تھے۔ اور تیسرا قصور کہ وہ آخرت کا انکار کرتے تھے۔

آج کے مسلمانوں کو اللہ کے راستے سے کون روکتے ہیں؟

کافر تو ایک دو مسئلوں میں روکتے ہیں۔ کافروں کو جہاد برا لگتا ہے اور نقاب برا لگتا ہے۔ ورنہ کافروں کو اس بات سے کیا لگے کہ مسلمان نماز پڑھتا ہے یا روزے رکھتا ہے یا نہیں؟ آج کچھ مسلمان ہی دوسرے مسلمان کو ہی روکتے ہیں۔

جو خود رُکتا ہے وہ دوسروں کو بھی روک لیتا ہے۔

مثال اگر کوئی دروزے میں کھڑا ہو جائے تو وہ خود بھی اندر نہیں آتا اور دوسروں کو بھی روکتا ہے۔ پیچھے والے سوچتے ہیں کہ شائد آگے جا ہی نہیں سکتے۔

اگر ہم خود کوئی نیکی نہیں کرتے دوسروں کو کیسے دعوت دے سکتے ہیں؟ جب ہم خود کرتے ہیں پھر ہی کہتے ہیں کہ میں وہاں قرآن سیکھنے جاتی ہوں آپ بھی آیا کریں۔

نیکیوں کا بھی خاندان ہوتا ہے۔ ایک نیکی کرتے ہیں تو دوسری نیکیاں بھی ساتھ آ جاتی ہیں۔ ایک نیک کام سے دوسرے نیک کاموں سے بھی رابطہ ہو جاتا ہے۔ مثال شادی کر کے ایک لڑکی گھر لاتے ہیں اور پھر اُس سے کئی اور رشتے بن جاتے ہیں۔

ایک نیکی دوسری نیکی کا سبب بن جاتی ہیں۔

جو بندہ اپنی کمزوری کی وجہ سے دین اسلام سے رُک جاتا ہے۔ وہ اپنے جانے کی وجہ اور دلیل کوئی اور دینے لگتے ہیں۔ پھر انسان بہانے بنانے لگتے ہیں۔ کہ ہم یہ نہیں کر سکتے۔ میں تھک جاتی ہوں۔ میں مصروف ہوں۔ وقت ہی نہیں ہے۔

انہی پتھروں پر چل کے اگر آسکو تو آؤ۔ میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے۔

دُنیا میں تو شائد آپ کو یہ نظر نہ آئے لیکن یہ جنّت کا راستہ ہے۔

عقیدۂ آخرت میں کمزوری عمل میں کمی کا باعث بنتی ہے۔ جب ہمارا آخرت کا عقیدہ مضبوط ہو گا تو ہم بھاگ بھاگ کر نیک کام کرینگے۔ ہم ایک ایک لمحے کی قدر کرینگے۔ ہم اپنی زندگی کو اللہ اور رسول ؐ کی اطاعت میں گُزاریں گے۔

ارادہ کرلیں کہ ہم وقت ضائع نہیں کرینگے۔ ہم اپنے آپ کو اللہ کے دین کے راستے میں لگائیں گے۔ اپنی قدر پہچانیں۔ اپنے آپ کو بہترین کاموں میں مصروف رکھیں۔ جو اپنے وسائل کو بہترین طریقے سے استعمال نہیں کرے گا وہ قیامت کے دِن بہت پچھتائے گا۔

اگلی آیت میں سورۃ کا نام آرہا ہے۔

یہ لفظ حجاب، حجب یعنی رکاوٹ۔ اسی لئے لفظ حجاب کے معنی ہیں کہ جو مرد اور عورت کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے۔

حجاب معنی آڑ۔ یا رکاوٹ۔

وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ ۚ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ ۚ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ۚ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٤٦﴾

ان دونوں (یعنی بہشت اور دوزخ) کے درمیان (اعراف نام) ایک دیوار ہو گی اور اعراف پر کچھ آدمی ہوں گے جو سب کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے۔ تو وہ اہل بہشت کو پکار کر کہیں گے کہ تم پر سلامتی ہو۔ یہ لوگ بھی بہشت میں داخل تو نہیں ہوں گے مگر امید رکھتے ہوں گے ﴿۴۶﴾

لفظ اعراف۔ع رف۔ تعارف یعنی جان پہچان۔بلند جگہ۔ ٹیلہ۔ عرفٌ کی جمع ہے۔بلندی۔

اسی کا نام «الْأَعْرَافِ» ہے۔«الْأَعْرَاف» « عرف » کی جمع ہے، ہر اونچی زمین کو عرب میں «عرفہ» کہتے ہیں۔

یہ خاص وہ مقام ہے جہاں وہ لوگ کھڑے ہونگے جن کو ابھی اپنا نتیجہ نہیں ملا۔ جن کے لئے جنت یا جہنم کا فیصلہ نہیں کیا گیا۔ یہ اپنے فیصلے کا انتظار کر رہے ہونگے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”یہ ایک اونچی جگہ ہے، جنت دوزخ کے درمیان جہاں کچھ لوگ روک دیئے جائیں گے۔“

اس لفظ اعراف پر بہت ساری تفاسیر ہیں۔ آئیں دیکھتے ہیں۔ سب کا حاصل یہ ہے کہ وہ یہ لوگ ہوں گے جن کے گناہ اور نیکیاں برابر ہوں گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ان لوگوں کی بابت جن کی نیکیاں بدیاں برابر ہوں اور جو اعراف والے ہیں، سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ نافرمان لوگ ہیں جو اپنے باپ کی اجازت کے بغیر نکلے پھر اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے اور اپنے والدین کے نافرمان تھے تو جنت میں جانے سے باپ کی نافرمانی نے روک دیا اور جہنم میں جانے سے شہادت نے روک دیا۔

یا پھر کچھ لوگ باپ کا کہنا نہیں مانتے صرف ماں کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔

یا پھر نیکیاں بھی کرتے رہے اور گناہ بھی کرتے رہے۔

ایک حدیثؐ میں آتا ہے کہ کچھ لوگوں کو صوابہ کے برابر نیکی بھی جنت میں لے جائے گی۔(صوابہ معنی بہت چھوٹی سی جوں کا انڈہ)۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جب ان کی بابت سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں بدیاں برابر برابر تھیں۔ برائیوں کی وجہ سے جنت میں نہ جا سکے اور نیکیوں کی وجہ سے جہنم سے بچ گئے۔ یہاں آڑ میں روک دیئے جائیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ ان کے بارے میں سرزد ہو۔

آج ہم کیسے چھوٹی نیکیوں کی قدر نہیں کرتے اور چھوڑ دیتے ہیں۔ یا کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر کرتے ہیں۔ اپنا جائزہ لیں کہ چھوتی سے نیکی بھی نہ چھوڑیں۔ کسی گناہ کو چھوٹا سمجھ کر نہ کریں۔

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا نام «اعراف» اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہاں کے لوگ اور لوگوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔

اس سے پھر تین تفاسیر کی گئی ہیں؛

1. اس سے مُراد انبیاء کرامؑ ہیں۔ وہ جنت اور جہنم والوں کو جانتے پہچانتے ہیں۔ وہ جنت والوں کو دیکھ کر خوش ہونگے اور جہنم والوں کو دیکھ کر اُداس۔ لیکن یہ کچھ صحیح وضاحت نہیں لگتی کہ انبیاء کرامؑ ابھی تک خود جنت میں نہیں گئے۔
2. یا پھر یہ کہ یہ وقت کے علماء کرام اور مبلغین ہونگے۔ یہ بھی دونوں گروہوں کو جانتے ہونگے۔
3. یا پھر فرشتے کیونکہ یہ بھی سب کو جانتے پہچانتے ہونگے۔

لیکن صحیح تفسیر وہی لگتی ہے کہ یہ وہ لوگ ہونگے جن کی نیکیاں اور گناہ برابر ہیں۔ وہ اپنے فیصلے کا انتظار کر رہے ہونگے۔ کچھ نے نیکیاں کی ہونگی لیکن دوسروں کو حق مارا ہو گا۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایک ہی گناہ تو کرتی ہوں۔ پھر کیا ہوُا؟ شیطان نے بھی تو ایک ہی گناہ کیا تھا؟ کچھ کہتے ہیں ایک ہی تو نیکی چھوڑتی ہوں۔ آدمؑ نے بھی ایک حکم عدولی کی تھی۔ اَب اپنا محاسبہ کریں۔

کبھی اپنی کسی گناہ کو چھوٹا نہ سمجھیں۔ کسی نیکی کو معمولی سمجھ کر نہ چھوڑیں۔

وَإِذَا صُرِفَتْ أَبْصَارُهُمْ تِلْقَاءَ أَصْحٰبِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ﴿٤٧﴾

اور جب ان کی نگاہیں پلٹ کر اہل دوزخ کی طرف جائیں گی تو عرض کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو ظالم لوگوں کے ساتھ شامل نہ کیجیو ﴿٤٧﴾

اعراف والے ڈر رہے ہونگے اور دعائیں کرینگے۔ شرمندہ بھی ہو رہے ہونگے۔

ایک حدیث کا خلاصہ ہے کہ ایک بندہ ساری زندگی نیک کام کرتا رہتا ہے کہ جنت کے قریب پہنچ جاتا ہے لیکن پھر وہ کوئی ایسا گناہ کر دیتا ہے جو اُسے جہنم میں لے جاتا ہے۔ اور اُس کے اُلٹ بھی ہوتا ہے۔ بعض اوقات دِل کے نیک لوگ ہوتے ہیں۔ بعض لوگ اتنی نیکیاں نہیں کرتے پھر اللہ اُن کو کسی بیماری یا آزمائش میں ڈال کر پاک کر کے اُن کو جنّت دے دیتا ہے۔ یا پھر کسی نیکی کی وجہ سے توبہ کی توفیق دے دیتا ہے۔ وہ آخری عمر میں جا کر بہت ساری نیکیاں کر لیتے ہیں۔ اللہ اچھی اور صاف نیت والے کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔ اس لئے کسی گناہ کو معمولی سمجھ کر نہ کریں۔ کسی نیکی کو چھوٹی سمجھ کر نہ چھوڑیں۔

اَب دیکھیں کہ پہلے تو اعراف والوں نے کہہ دیا کہ یارب ہمیں ظالموں میں شامل نہ کرنا۔ پھر کہیں گے؛

وَنَادٰۤى اَصۡحٰبُ الۡاَعۡرَافِ رِجَالًا يَّعۡرِفُوۡنَهُمۡ بِسِيۡمٰٮهُمۡ قَالُوۡا مَاۤ اَغۡنٰى عَنۡكُمۡ جَمۡعُكُمۡ وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَكۡبِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾

اور اہل اعراف (کافر) لوگوں کو جنہیں ان کی صورتوں سے شناخت کرتے ہوں گے پکاریں گے اور کہیں گے (کہ آج) نہ تو تمہاری جماعت ہی تمہارے کچھ کام آئی اور نہ تمہارا تکبّر (ہی سود مند ہوا) ﴿۴۸﴾

بعض اوقات اللہ جب نعمتیں دیتا ہے تو لوگ غرور میں آجاتے ہیں۔ کئی لوگوں کو ساتھ لے کر پھرتے ہیں۔ اہلِ اعراف والے پوچھیں گے تم تو بہت لاؤلشکر کے ساتھ ہوتے تھے وہ سب کہاں گئے؟

آج تمہارا سب مال کہاں گیا۔

اَهٰٓؤُلَاۤءِ الَّذِيۡنَ اَقۡسَمۡتُمۡ لَا يَنَالُهُمُ اللّٰهُ بِرَحۡمَةٍ‌ ؕ اُدۡخُلُوا الۡجَنَّةَ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡكُمۡ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ تَحۡزَنُوۡنَ

﴿۴۹﴾ (پھر مومنوں کی طرف اشارہ کرکے کہیں گے) کیا یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کھایا کرتے تھے کہ خدا اپنی رحمت سے ان کی دستگیری نہیں کرے گا (تو مومنو) تم بہشت میں داخل ہو جاؤ تمہیں کچھ خوف نہیں اور نہ تم کو کچھ رنج و اندوہ ہوگا ﴿۴۹﴾

پھر یہ اعراف والے مومنین کی طرف اشارہ کرکے جہنمی لوگوں سے کہیں گے کہ تم تو ان معصوم اور نیک لوگوں کا مذاق اُڑاتے تھے۔ آج اللہ نے ان کو عزت عطا فرمائی ہے۔

آج یہ لوگ خوش اور مطمئن ہیں۔ اللہ نے ان کو سب نعمتیں عطا کر دی ہیں۔

پہلی گفتگو میں جنت والوں نے جہنم والوں سے بات کی۔ پہلے اعراف والوں نے اپنے لئے گفتگو کی۔ پھر اعراف والوں نے جہنمی لوگوں سے بات کی۔ اب آگے جہنم والے جنت والوں کو پکار رہے ہیں؛

وَنَادٰٓی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ اَنۡ اَفِيۡضُوۡا عَلَيۡنَا مِنَ الۡمَآءِ اَوۡ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ‌ؕ قَالُوۡۤا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الۡكٰفِرِيۡنَۙ ﴿۵۰﴾

اور وہ دوزخی بہشتیوں سے (گڑگڑا کر) کہیں گے کہ کسی قدر ہم پر پانی بہاؤ یا جو رزق خدا نے تمہیں عنایت فرمایا ہے ان میں سے (کچھ ہمیں بھی دو) وہ جواب دیں گے کہ خدا نے بہشت کا پانی اور رزق کافروں پر حرام کر دیا ہے ﴿۵۰﴾

اللہ نے تم پر جنت کا پانی اور کھانا حرام کر دیا۔ ہمیں اجازت نہیں کہ تمہیں کچھ دیں۔

دوزخیوں کی ذلت و خواری اور ان کا بھیک مانگنا اور ڈانٹ دیا جانا بیان ہو رہا ہے کہ وہ جنتیوں سے پانی یا کھانا مانگیں گے۔ اپنے نزدیک کے رشتے، کنبے والے جیسے باپ، بیٹے، بھائی، بہن وغیرہ سے کہیں گے کہ ہم جل بھن رہے ہیں، بھوکے پیاسے ہیں، ہمیں ایک گھونٹ پانی یا ایک لقمہ کھانا دے دو۔ وہ بحکم الٰہی انہیں جواب دیں گے کہ یہ سب کچھ کفار پر حرام ہے۔

الَّذِيۡنَ اتَّخَذُوۡا دِيۡنَهُمۡ لَهۡوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتۡهُمُ الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا‌ ۚ فَالۡيَوۡمَ نَنۡسٰٮهُمۡ كَمَا نَسُوۡا لِقَآءَ يَوۡمِهِمۡ هٰذَا ۙ وَمَا كَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا يَجۡحَدُوۡنَ ﴿۵۱﴾

جنہوں نے اپنے دین کو تماشا اور کھیل بنا رکھا تھا اور دنیا کی زندگی نے ان کو دھوکے میں ڈال رکھا تھا۔ تو جس طرح یہ لوگ اس دن کے آنے کو بھولے ہوئے اور ہماری آیتوں سے منکر ہو رہے تھے۔ اسی طرح آج ہم بھی انہیں بھلا دیں گے ﴿۵۱﴾

یہ کونسے کافر ہیں؟ جو مسلمان تو ہیں لیکن دین کو کھیل تماشہ بنا لیتے تھے۔ اپنی مرضی سے کسی چیز کو جائز قرار دے لیتے تھے۔ اِن کو کھانوں، دعوتوں، شُغل میلے والا دین اچھا لگتا تھا۔

ان کو قرآن سیکھنا اور اس پر عمل کرنا مشکل لگتا تھا۔ انہوں نے اللہ کی اطاعت کو بھلا دیا تو آج اللہ اِن کو اگنور کر دے گا۔ ان کی طرف نہیں دیکھے گا۔ اِن پر اللہ کی رحمت نہیں ہو گی۔

وَلَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور ہم نے ان کے پاس کتاب پہنچا دی ہے جس کو علم و دانش کے ساتھ کھول کھول کر بیان کر دیا ہے (اور) وہ مومن لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے ﴿۵۲﴾

اَصل میں یہاں دُنیا کی بات ہو رہی ہے کہ ان لوگوں کا جرم یہ تھا کہ اللہ نے ان کی طرف اپنی کتاب بھیجی۔ اپنے نبیؑ اور رسولؑ بھیجے۔ لیکن انہوں نے ہدایت کا انکار کر دیا۔ یہ اللہ کی کتاب کو جھٹلاتے تھے۔ مومنین نے اس کتاب کو مان لیا تو یہ اُن کے لئے ہدایت اور رحمت بن گئی۔

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاْوِيْلَهٗ ؕ يَوْمَ يَاْتِيْ تَاْوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ ۚ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ قَدْ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۵۳﴾

کیا یہ لوگ اس کے وعدۂ عذاب کے منتظر ہیں۔ جس دن وہ وعدہ آجائے گا تو جو لوگ اس کو پہلے سے بھولے ہوئے ہوں گے وہ بول اٹھیں گے کہ بے شک ہمارے پروردگار کے رسول حق لے کر آئے تھے۔ بھلا (آج) ہمارا کوئی سفارشی ہیں کہ ہماری سفارش کریں یا ہم (دنیا میں) پھر لوٹا دیئے جائیں کہ جو عمل (بد) ہم (پہلے) کرتے تھے (وہ نہ کریں بلکہ) ان کے سوا اور (نیک) عمل کریں۔ بے شک ان لوگوں نے اپنا نقصان کیا اور جو کچھ یہ افتراء کیا کرتے تھے ان سے سب جاتا رہا﴿۵۳﴾

جس دِن اِن پر حقیقت کُھل گئی تو خود ہی کہہ اُٹھیں گے کہ اللہ کے رسولؑ بھی سچّے ہیں۔ اللہ کی کتاب بھی حق ہے۔ پھر میدانِ محشر میں بھی سفارشی ڈھونڈتے پھریں گے۔ جب کوئی نہیں ملے گا تو کہیں گے کہ کاش ہم دُنیا میں واپس بھیج دیئے جائیں گے۔ لیکن اب تو واپس بھی نہ جا سکیں گے۔

ان کے ہاتھوں سے سب کچھ کھو گیا۔ ان کے پاس کچھ باقی نہ رہا۔

کسی نے اپنی اوقات دیکھنی ہو تو بغیر پروٹوکول کے حج یا عمرے پر چلا جائے۔ وہاں آپ کو لاکھوں لوگ میں پتا چلا جائے گا کہ آپ کتنے عام انسان ہیں۔ جب لوگ دھکے مار کر آگے گُزر جائیں گے۔ کوئی آپ کا پیر کُچل دے گا۔ کوئی آپ کو بیٹھنے کی جگہ بھی نہ دے گا۔

تو اللہ پہلے رسولؑ اور کتاب بھیجتا ہے۔ پیغام پہنچا دیتا ہے پھر کوئی نہ مانے تو پکڑ ہو گی۔ اَب آپ اپنا محاسبہ کریں کہ کتاب تو ہمارے گھروں میں ہے، ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اب اگر ہم اس پر عمل نہ کرینگے تو پتا نہیں کون سی مصیبت اور آزمائش ہم پر آجائے گی۔

یا اللہ ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرمالے جو خوشی سے اللہ اور رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں۔ آمین

صحیح حدیث میں ہے : قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بندے سے فرمائے گا: کیا میں نے تجھے بیوی بچے نہیں دیئے تھے؟ یا عزت آبرو نہیں دی تھی؟ کیا گھوڑے اور اونٹ تیرے مطیع نہیں کئے تھے؟ اور کیا تجھے قسم قسم کی راحتوں میں آزاد نہیں رکھا تھا؟ بندہ جواب دے گا کہ ہاں پروردگار! بیشک تو نے ایسا ہی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: پھر کیا تو میری ملاقات پر ایمان رکھتا تھا؟ وہ جواب دے گا کہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: پس میں بھی آج تجھے ایسا ہی بھول جاؤں گا جیسے تو مجھے بھول گیا تھا۔ (صحیح مسلم :2968)

یعنی اللہ نے تمام نعمتیں عطا کیں۔ لیکن ایسا انسان بھولا رہا۔

اللہ سے دُعا ہے کہ ہمیں آخرت کی فکر لگا دے۔ آمین